بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

نمبر ۴	ماہِ اگست ۱۹۳۵ء مطابق جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ	جلد ۳

مناسبات

(از مولوی نذیر احمد صاحب املوی رحمانی)

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کے ادبار و زوال۔ ذلت و نکبت کے ایام کب ختم ہونگے؟ ابھی ہم مسلمانوں کے روحانی و اخلاقی۔ قومی و سیاسی۔ تمدنی و اجتماعی۔ دینی و ملی۔ اقتصادی و معاشی مصائب ہی کا رونا رو رہے تھے کہ قدرت کی قہرمانی نگاہوں آفات سماویہ کی مسلسل و پیہم یورشوں نے ہمارے رہے سہے ہوش و حواس کو بھی باختہ کر دیا۔ ایک طرف اگر قلت باران سے ملک قحط زدہ ہو رہا ہے تو دوسری طرف سیلاب کی تباہ کاریاں ہمیں نچلا نہیں بیٹھنے دیتیں۔ بہار اور کوئٹہ اگر زلزلے کی عبرت خیز مصیبتوں کا ماتم کر رہا ہے تو پشاور اور ایبٹ آباد ہولناک آتشزدگیوں کا مرثیہ خواں ہے۔ کونسی صبح ہے جو ہم پر ایک نئی مصیبت کا پیغام لیکر طلوع ہوتی ہو؟ اور کونسی شام ہے جو کسی نئے حادثے کے ساتھ ہم پر نہ گزرتی ہو؟ آہ! تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم؟

لیکن ان تمام موجودہ آفتوں اور افسوسناک مصیبتوں میں کوئٹہ کا زلزلہ ایک عجیب حسرتناک اور جانکاہ حادثہ ہے۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۴ء کے ہیبتناک زلزلے کی تصویر بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس کی تباہ کاریاں بھی ہمیں یاد ہیں لیکن جانی و مالی نقصان کی حیثیت سے کوئٹے کے زلزلے کی نوعیت ہی بالکل جداگانہ ہے۔ بہار میں زلزلہ اس وقت آیا تھا جبکہ اکثر لوگ گھروں سے باہر اپنے اپنے کاروبار میں مشغول تھے زلزلے کا احساس ہوتے ہی کثیر آبادی میدانوں میں نکل بھاگی۔ برخلاف اس کے کوئٹہ جیسے دلفریب اور دل آویز شہر میں زلزلہ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو تین بجے شب میں آیا ہے جبکہ

تمام آبادی راحت و سکون، چین و لطف کے ساتھ غیر معمولی ٹھنڈک کی وجہ سے بند کمروں میں گرم لحافوں میں دبی ہوئی آرام کی نیند سو رہی تھی۔ زمین کے ایک ہچکولے نے سربفلک عمارتوں، اونچی اونچی خوشنما کوٹھیوں اور بڑے بڑے محلات کو اینٹوں اور پتھروں، چونوں اور گاروں کا ڈھیر بنا دیا۔ وہ کوئٹہ جو کل تک انگوروں اور اناروں، میووں اور پھلوں کے لہلہاتے ہوئے باغات کا ایک خوبصورت شہر تھا۔ آج ہزاروں انسانوں کی دبی ہوئی لاشوں کا ایک خوفناک قبرستان ہے۔ کتنی مائیں ہیں جو اپنے اُن معصوم غنچوں کی یاد میں تڑپ رہی ہیں جو بن کھلے مرجھا گئے۔ کتنے بچے ہیں جو اپنی ماؤں کے پیار اور باپوں کی محبت کیلئے بے چین نظر آرہے ہیں۔ کتنی عورتیں ہیں جو کل سہاگن دولہن بنی ہوئی گھر کی زینت تھیں مگر آج ماتمی لباس پہن کر بے کسی و بے بسی کی مجسم تصویر بنی بیٹھی ہیں۔ کل جن کے سامنے روپیوں کا انبار خزانوں کا ڈھیر تھا آج وہ صبح و شام کی روٹی کیلئے بھی ترس رہے ہیں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی ان واقعات میں ان کے لئے عبرت ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ پس اے لوگو ان حوادث پر عبرت کی نگاہ ڈالو۔

اس غیر معمولی سانحہ اور المناک واقعہ کے علاوہ اور بھی مختلف مقامات پر صرف چھ سات مہینے میں کئی بار زلزلے آئے ہیں جن کی تاریخیں حسب ذیل ہیں:۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء لاہور	۲۸ر دسمبر سنہ ۳۴ء پرتگال
۴ر جنوری سنہ ۳۵ء میانوالی	۵ر جنوری سنہ ۳۵ء ترکستان
۶ر فروری سنہ ۳۵ء لاہور	۱۲ر اپریل سنہ ۳۵ء ایران
۲۱ر اپریل سنہ ۳۵ء فارموسا	۳۱ر مئی سنہ ۳۵ء کوئٹہ۔ قلات۔ سندھ وغیرہ (وطن)

قدرت کی یہ تنبیہات ہمیں بار بار متنبہ کر رہی ہیں۔ اور ہمیں اپنی دینی و دنیوی فلاح کے اسباب پر غور کرنے کی دعوت دے رہی ہیں لیکن ہمارا تو یہ حال ہے کہ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ۟ۙ (یعنی ان کے پاس اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی نصیحت پہنچتی ہے تو وہ اس کو نہایت ہی غفلت اور لاپرواہی کے ساتھ سنکر ٹال دیتے ہیں) پس اگر ہماری بداعمالیوں اور بدکرداریوں۔ لاپرواہیوں اور غفلت شعاریوں کی پاداش میں ہم پر اللہ کی گرفت آجائے تو کیا تعجب ہے فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۟ (یعنی ہم نے لوگوں کو ان کے اعمال کے بدلے میں پکڑ لیا (اور ہلاک کر دیا)

آج کل مسلمانوں کو یہ دعا خصوصیت کے ساتھ کثرت سے پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔ (یعنی اے اللہ ہم کو اپنے غضب اور غصے سے تباہ نہ کر۔ اے ہمارے مولا ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر بلکہ اس سے پہلے ہی ہمیں بچا کر (اپنی حفاظت اور رحمت میں لے لے) ✽